

# امام ابن تیمیہ

سالہ تا ۶۲۸ھ

از جناب عبد الرشید عراقی

(۴)

امام ابن تیمیہ اسکندریہ میں | امام ابن تیمیہ جب مصر سے اسکندریہ کو روانہ ہوئے تو ایک جم غفیر نے آپ کو شاہانہ اعزاز کے ساتھ رخصت کیا۔ جب آپ اسکندریہ پہنچے کہ دربار شاہی میں پہنچے تو سلطان نے خود چند قدم آگے بڑھ کر آپ کا استقبال کیا، سلطان کے ساتھ مصروف شام کے قضاة اور علمائے کرام بھی تھے۔ قاضی جمال الدین ابن الفلانی سوجاس مجلس میں موجود تھے۔ انہوں نے ابن تیمیہ کی آمد اور سلطان کے استقبال کا چشم دید واقعہ بیان کیا ہے جس کو حافظ ابن کثیر نے اپنی تاریخ میں نقل کیا ہے۔ قاضی جمال الدین بیان کرتے ہیں:-

”جس وقت سلطان کو اطلاع ملی کہ ابن تیمیہ پہنچ گئے ہیں۔ وہ سر و قد کھڑا ہو گیا۔

اور ابو ابن سلطنت کے کنارے تک چل کر آیا۔ وہاں دونوں کی ملاقات اور معانقہ

ہوا۔ سلطان ابن تیمیہ کو لیے ہوئے قصر شاہی کی اس منزل کی طرف آیا، جس کی کھڑکی

باغ کی طرف کھلتی ہے۔ وہاں دونوں تنہا ایک گھڑی بیٹھے باقیں کرتے رہے۔ پھر دونوں

دربار کی طرف اس ہیئت سے آئے کہ شیخ کا ماتحت بادشاہ کے ماتحت میں تھا۔ سلطان بیٹھ

گیا۔ اس کے دائیں جانب ابن جامع، قاضی مصر، بائیں طرف ابن الخلیل وزیر سلطنت

تھے۔ ابن تیمیہ سلطان کے سامنے اس کے مسند کے پاس بیٹھے تھے۔ وزیر نے اس وقت

یہ درخواست دی کہ اہل ذمہ (غیر مسلم رعایا) کو سفید عماموں کے استعمال کی اجازت

حسب دستور سابق دی جائے۔ انہوں نے خزانہ شاہی کو سات لاکھ سالانہ کی پیشکش کی ہے۔ یہ موجودہ ٹیکس کے علاوہ ہوگا۔ اس وقت مجلس پر سکوت طاری تھا۔ قضاۃ اکابر علیٰ سب خاموش تھے۔ اس میں علامہ ابن الزمکانی بھی تھے۔ سلطان نے قضاۃ و علماء کی طرف خطاب کر کے فرمایا: آپ اس بارہ میں کیا کہتے ہیں۔ اس پر کسی نے کچھ نہیں کہا۔ اس پر ابن تیمیہ اپنے گھٹنوں کے بل پر بیٹھ گئے۔ اور بڑے جوش و غصہ کے ساتھ گفتگو کرنی شروع کی۔ اور وزیر پر سختی سے جرح کی۔ ان کی آواز بلند ہوتی جا رہی تھی۔ اور سلطان ان کو نرم کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔ اس وقت ابن تیمیہ نے اس طرح گفتگو کی کہ دوسرا شخص اس کی جرأت نہیں کر سکتا تھا۔ انہوں نے سلطان کو مخاطب کر کے کہا کہ بڑے افسوس کی بات ہے کہ آپ کے اس پہلے دربار کا افتتاح اس کا روائی سے ہو کہ آپ فانی دنیا کی حقیر منفعت کے لیے اہل ذمہ کی مدد کریں۔ اللہ نے آپ پر کتنا بڑا احسان کیا کہ آپ کی کھوئی ہوئی سلطنت و لادمی۔ آپ کے دشمن کو ذلیل و خوار کیا۔ اور حریفوں پر آپ کو فتح دی۔ سلطان نے یہ سن کر کہا۔ یہ قانون تو جاشنیگہ کا بنایا ہوا ہے۔ ابن تیمیہ نے کہا۔ یہ تو آپ ہی کے فرمان سے ہوا، جاشنیگہ تو آپ کا نائب تھا۔ سلطان کو ابن تیمیہ کی حق گوئی پسند آئی اور یہ قانون بدستور رہا۔

قاہرہ واپسی | اسکندریہ سے واپس قاہرہ پہنچے اور آتے ہی پھر درس کی مستند سنبھالی۔ بحث و کلام کا سلسلہ شروع کرایا۔ افتاء و ارشاد، اور تعلیم میں منہمک ہو گئے۔ پہلے قاہرہ میں زیادہ قیام کا ارادہ نہیں تھا۔ اب آپ نے اپنے قیام کو طویل کر دیا۔ اور خط لکھ کر گھر سے بہت سی کتابیں بھی منگوائیں۔

اس کے بعد پورے انہماک کے ساتھ امام صاحب درس و افتاء میں مشغول ہو گئے۔ ساتھ ہی تصنیف و تالیف کا سلسلہ بھی جاری ہو گیا۔ اجتہاد کا بھی اور مسائل متنوعہ و مختلفہ میں تحقیقات کا بھی۔

۱ تاریخ دعوت و عزیمت جلد دوم صفحہ ۱۱۳-۱۱۴

۲ حیات ابن تیمیہ البوزبرہ صفحہ ۱۳۳ ۳ ایضاً صفحہ ۱۴۵

دمشق واپسی | ۱۲۸۶ھ میں سات سال کے بعد حضرت امام صاحب دمشق واپس پہنچے ، سلطان آپ کے ساتھ تھا۔ لوگوں نے آپ کا دلہانہ استقبال کیا۔ دمشق واپس پہنچ کر امام بہترین اپنے کام میں مشغول ہو گئے۔

امام صاحب | قیام دمشق کے دوران امام بہترین تصنیف و تالیف ، درس و افتاء اور پھر جیل میں | وعظ و تذکیر میں مشغول تھے کہ آپ کے خلاف ایک نیا ہنگامہ مکھڑا کر دیا گیا۔ اور اس ہنگامہ کی وجہ آپ کا فتویٰ زیارت قبور تھا، جو آپ نے، اس سال قبل دیا تھا۔ کہ قبر کی زیارت کے لیے (خواہ وہ قبر النور ہو علیٰ صاحبہ الف الف صلاة و سلام) اہتمام سے سفر کر کے جانا جس کو عربی میں تشدد الرحال کہتے ہیں، جائز نہیں۔ اس لیے کہ حدیث میں آتا ہے۔ لا تشدد الرحال الا الی ثلاثہ مساجد المسجد الحرام و مسجدی هذا و المسجد الاقصیٰ۔ (کجاوے نہ کسے جائیں۔) اہتمام سے سفر نہ کیا جائے۔ مگر تین مسجدوں کی طرف، مسجد حرام (خانہ کعبہ) میری مسجد (مسجد نبوی) اور مسجد اقصیٰ (بیت المقدس)۔

امام صاحب دمشق میں تھے اور سازش آپ کے خلاف مصر میں ہو رہی تھی۔ مخالفین نے فتویٰ کو الٹ پلٹ کر کے سلطان کے سامنے پیش کیا۔ اور اس میں بہت سی تحریف کر دی۔ سلطان نے بغیر اس تحقیق کے کہ فتویٰ جس نے دیا ہے اس سے بھی دریافت کیا جائے۔ امام صاحب کی گرفتاری کا حکم صادر کر دیا۔

چنانچہ سلطان کا فرمان دمشق پہنچا اور امام صاحب کو مطلع کیا گیا۔ اس کے بعد آپ کو جیل بھیج دیا گیا۔ اس دفعہ اس کی بھی اجازت دی گئی کہ آپ اپنی خدمت اور رفاقت کے لیے اپنے بھائی کو ساتھ رکھ سکتے ہیں۔ اور ان کے مصارف کے لیے ایک رقم بھی مقرر کر دی۔<sup>۳</sup>

۱۔ تاریخ دعوت و عزیمت جلد دوم صفحہ ۱۲۷

۲۔ حیات ابن تیمیہ البوزہرد صفحہ ۱۵۰

۳۔ ایضاً

جیل میں امام ابن تیمیہ  
کے مشاغل

عرصہ دراز کے بعد شیخ کو یکسوئی اور سکون کی دولت حاصل ہوئی۔  
آپ نے اس خلوت میں یکسوئی اور ذوق شوق کے ساتھ تصنیف و تالیف

کی طرف توجہ کی۔ کتابوں کی تصحیح و تنقیح کی اور عبادت و تلاوت میں مشغول رہے۔ آپ جتنا عرصہ جیل  
میں رہے۔ اس دوران آپ نے ۸۰ مرتبہ قرآن مجید کا دُور کیا۔ اس کے علاوہ بعض مسائل کے جوابات  
لکھے۔ اور زیادہ تر آپ نے جیل میں تفسیر قرآن کے سلسلہ میں لکھا۔ جیل میں حضرت امام جوہر کچھ لکھتے،  
لوگ اُس کو ہاتھوں ہاتھ لیتے۔ اور آپ کی وہ تحریر فوراً ملک کے ایک سرے سے دوسرے سرے  
تک پہنچ جاتی۔ حاسدین نے امیر دمشق سے شکایت کی کہ امام ابن تیمیہ کو ظلم و دات سے محروم کر دیا  
جائے۔ پناہیچہ ایسا ہی ہوا۔ آپ سے قلم دوات اور کاغذ اور جتنی کتابیں تھیں، سبھی سرکار ضبط کر لی  
گئیں۔ امام صاحب نے اس پر کسی قسم کی جرم فرع نہیں کی۔ اور نہ ہی حکومت سے شکایت کی۔ آپ  
نے منتشر اوراق پر کونڈ سے لکھنا شروع کر دیا۔

زندگی کے آخری دن اور وفات | حضرت امام کے بھائی زین الدین عبدالرحمن بیان کرتے ہیں  
کہ آپ نے میرے ساتھ قرآن پاک کے ۸۰ دور ختم کیے۔ جب ۸۰ دور ختم کرنے کے بعد ۸۱ ویں مرتبہ  
سورۃ الفجر کی اس آیت

ان المتقين في جنات ونهر في مفعد صدق عند مليك  
مقدس۔

(پرہیزگار لوگ بلاشبہ باغوں اور نہروں میں ہوں گے۔ اور مقتدر بادشاہ کے نزدیک  
سچی جگہ حاصل کیے ہوں گے)

پر پہنچے تو بیماری کی شدت کی وجہ سے اس کے بعد تلاوت نہ کر سکے اور آپ پر سکرات طاری ہو گیا۔  
اور چند گھنٹوں کے اندر ان کی روح نفس عنصری سے پرواز کر گئی۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُونَ  
یہ واقعہ ۲۸ ذیقعدہ ۷۲۸ھ کا ہے۔

۱۔ تاریخ دعوت و دعوت جلد دوم صفحہ ۱۳۶

۲۔ امام ابن تیمیہ محمد یوسف کوکن صفحہ ۵۸۱

انتقال کا اعلان اور لوگوں کا ہجوم

امام صاحب کی وفات کی اطلاع قلعہ کے مؤذن نے مینار پر چڑھ کر دی۔ شہر میں یہ خبر بجلی کی طرح پھیل گئی۔ قلعہ کا دروازہ کھول دیا گیا اور اذنِ عام سے دیا گیا۔ لوگ جوق در جوق آتے تھے اور زیارت کرتے تھے۔

جنائزہ کی کیفیت اور تدفین

غسل کے بعد جب جنازہ تیار ہو گیا تو پہلی نماز قلعہ میں پڑھائی گئی، جو شیخ محمد بن تمام نے پڑھائی۔ اس کے بعد جنازہ باہر لایا گیا۔ قلعہ اور جامع مسجد کے درمیان ہجوم اتنا تھا کہ لوگوں کا گزرنا بہت مشکل ہو رہا تھا اور ہجوم کی کثرت کی وجہ سے فوج کو انتظام سنبھالنا پڑا۔ اسی حال میں ایک آواز بلند ہوئی۔

هكذا تكون جنازة ائمة السنة  
ائمہ سنت کا جنازہ اسی طرح کا ہوتا ہے۔

یہ سن کر کہرام مچ گیا۔

ظہر کے بعد نماز جنازہ ہوئی۔ ہجوم لحظہ بلحظہ بڑھتا جا رہا تھا۔ یہاں تک کہ ہر طرف آدمی ہی آدمی نظر آتے تھے۔ بازار ہوٹل سب بند تھے۔ بہت سے لوگوں نے روزہ کی نیت کر لی۔ آخر اس آفتابِ علم و مجددِ ملت کو عصر کے قریب ان کے بھائی شرف الدین عبد اللہ کے پہلو میں سپرد خاک کیا گیا۔

جنازہ میں حاضرین کی تعداد ۲ لاکھ سے متجاوز تھی اور ۱۵ ہزار عورتیں اس کے علاوہ تھیں۔ امام ابن کثیر کا بیان ہے کہ دمشق کی تاریخ میں اس قسم کا جنازہ کی مثال نہیں ملتی۔

نماز جنازہ غائبانہ

اکثر اسلامی ممالک میں حضرت امام کی نماز جنازہ غائبانہ پڑھی گئی۔ حافظ ابن رجب لکھتے ہیں:

اکثر قریب و بعید ممالک اسلامیہ میں نماز جنازہ غائبانہ پڑھی گئی۔ یہاں تک کہ چین اور چین میں نماز جنازہ ہوئی۔ مسافروں نے بیان کیا ہے کہ چین کے ایک بعید ترین شہر میں جمعہ

سہ تاریخ دعوت و بعیدیت جلد دوم صفحہ ۱۳۶

سہ حیات ابن تیمیہ البزہرہ صفحہ ۱۵۸

کے دن نماز جنازہ (غائبانہ) کا اعلان ان الفاظ میں ہوا کہ ترجمان القرآن کی نماز جنازہ ہوگی۔

مولانا ابوالکلام آزاد مرحوم فرماتے ہیں:-

امام موصوف کی وفات سے ساٹھ ستر سال بعد ابن بطوطہ نے چین کا سفر کیا تھا ان کو موجودہ شہر پکن کے قریب قبائل عرب، تجارت اہل اسلام کی ایک بہت بڑی آبادی ملی تھی۔ جس میں فقہاء و محدثین و اصحاب درس و تدریس موجود تھے۔ شیخ بدرالدین محدث نے اُن کی دعوت کی۔ اس کے علاوہ عام دیار چین میں بھی ہر جگہ عرب اور نو مسلم بتعداد کثیر موجود تھے۔ اور بلاد عربیہ سے آمد و رفت کا سلسلہ برابر جاری تھا۔ انہی لوگوں نے امام موصوف کی خبر وفات سن کر نماز جنازہ پڑھی ہوگی۔

اور مولانا مرحوم چین کے ایک بعید ترین شہر کی تفصیل اس طرح بیان کرتے ہیں:-  
اس سے مقصود وہی نو آبادی ہوگی۔ جو موجودہ شہر پکن کے قریب ابن بطوطہ کو ملی تھی۔

|  |   |
|--|---|
| ذاتی اوصاف اور اخلاق و عادات   | امام ابن تیمیہ کی زندگی اسوہ رسول کا ایک روشن ترین نمونہ تھی۔ وہ اپنے ہر فعل اور ہر عمل میں کتاب و سنت ہی کو پیش نظر رکھتے تھے۔ |
| فرائض اور سنن کے پابند تھے۔ انہوں نے عام لوگوں کی طرح زندگی بسر کی۔ وضع، قطع، لباس میں عام آدمیوں سے کوئی امتیاز نہیں تھا۔ ان کو صرف ان کے تبحر علمی ہی کی بنا پر امتیاز کیا جاسکتا تھا۔ | میانہ روی اُن کا شعار تھا۔  |

|         |  |
|---------|--|
| معمولات | شب و روز عبادت میں مشغول رہتے۔ تلاوت قرآن سے بہت زیادہ شغف تھا۔ رات دن عبادتِ مسنونہ سب بجالاتے۔ |
|---------|--|

|            |   |
|------------|---|
| ذوق مطالعہ | بچپن سے مطالعہ کا شوق تھا۔ مطالعہ بڑی گہری نظر سے کرتے تھے۔ اور مشکل سے |
|------------|---|

۱۔ تاریخ دعوت و عزیمت جلد دوم صفحہ ۱۳۹ بحوالہ طبقات الحنابلہ ابن رجب جلد ۲ صفحہ ۴۰۷

۲۔ تذکرہ ابوالکلام صفحہ ۱۹۹ لے ایفنا ص ۲۰۰

مشکل مسائل آسانی سے حل کر لیتے تھے۔ متقدمین اور متاخرین کی کوئی ایسی کتاب نہ تھی جو ان کی نظر سے گزری نہ ہو۔ اپنے زمانے کے علوم منداولہ پر کامل عبور حاصل کر لیا تھا۔ عربی ادب، تفسیر، حدیث، فقہ، اصول فقہ، تاریخ، فلسفہ، کلام، تصوف، نحو، ریاضی، غرض زمانے کا کوئی ایسا علم نہیں تھا، جس کا انہیں تحقیقی علم حاصل نہ ہوا ہو۔

**خطابت** | بہترین خطیب تھے۔ مختلف مسائل کو ایسے دلچسپ انداز میں پیش کرتے تھے کہ سامعین کبھی بھی ان کی تقریر سے نہیں اکتاتے تھے۔

**حق گوئی و بے باکی** | یہ ان کا ممتاز ترین وصف تھا۔ حق بات میں وہ کسی بادشاہ یا وزیر یا رئیس کی پروا نہیں کرتے تھے۔ اور آپ نے اپنی زندگی میں افضل الجہاد کلمۃ الحق عند سلطان جائیڈ (بہترین جہاد ظالم سلطان کے سامنے حق بات کا کہنا ہے) کا حدیث پر پورا عمل کر کے دکھایا۔

**شجاعت اور بہادری** | امام ابن تیمیہ صاحب علم و قلم کے ساتھ صاحب سیف بھی تھے اور آپ نے اپنی بہادری کے جوہر تاناری لڑائیوں میں دکھائے۔

**عاجزی و انکساری** | امام صاحب بہت ہی منکسر المزاج تھے۔ اگر ان کی صحیح تعریف کی جاتی تو فرماتے کہ میں ایک معمولی آدمی ہوں۔ میں ملت اسلامیہ کا ایک ادنیٰ فرد ہوں۔

**زہد و اتقا** | امام صاحب کی اٹھان ہی زہد و اتقا پر ہوئی تھی۔ اور انہوں نے اس کو اپنا شعار بنا لیا تھا۔ علم اور زہد ان کو دراشت میں ملا تھا۔

**ایشاء و سخاوت** | امام صاحب کوئی مالدار آدمی نہیں تھے تاہم دارالحدیث المسکرہ! و دارالحدیث الحنبلیہ سے جو تنخواہ ملتی تھی۔ اس میں سے اپنی استطاعت کے مطابق حاجت مندوں کی اعانت کرتے تھے۔ امام صاحب نے ساری عمر شادی نہیں کی۔ ان کا کھانا پینا زیادہ تر ان کے بھائی شیخ شرف الدین عبدالقد بن تیمیہ کے ہاں تھا۔

**عفو و درگزر** | امام صاحب کی زندگی ہمیشہ ہنگاموں سے بھری رہی۔ ہمیشہ مخالفین نے تنگ کیا۔ ان کے خلاف قتل کی سازش کی گئی۔ ان کو کئی بار جیل بھجوا یا گیا۔ مگر انہوں نے کبھی بھی کسی سے انتقام نہیں لیا۔ سب کو صدق دل سے معاف کر دیا۔

تواضع و فروتنی | امام صاحب غایت درجے کے متواضع اور منکسر المزاج تھے۔  
 استغناء | استغناء میں اپنی مثال آپ تھے اور آپ نے اپنی پوری زندگی کبھی بھی حکومت سے کسی قسم کی کوئی شے قبول نہیں کی۔  
 سرعت تصنیف | سرعت تصنیف کا یہ حال تھا کہ بسا اوقات ایک ایک دن میں پوری جلد لکھ ڈالتے تھے۔

رسالہ حمویہ ظہر و عصر کے مابین ایک ہی نشست میں لکھ دیا تھا۔

(باقی)

## تصحیح

۱۔ مولانا محمد خلیل اللہ صاحب کے مضمون "شوال المکرم" میں ترجمان القرآن کے صفحہ نمبر ۱۰ پر "شوال، ذی قعدہ اور ذوالحج کے بیس دن" کی عبارت میں "بیس دن" کے بجائے "دس دن" ہونا چاہیے۔

۲۔ اسی مضمون میں صفحہ نمبر ۱۱ پر سورۃ الانعام کی آیت ۱۶۱ میں صحیح الفاظ عَشْرًا اَمْثَالِهَا ہیں۔ (مدیر)

## احتیاط

ترجمان القرآن میں ضرورت استدلال کے لیے آیات و احادیث شائع ہوتی رہتی ہیں۔ قارئین سے گزارش ہے کہ جن اوراق پر آیات و احادیث ہوں، ان کا خاص احترام ملحوظ رکھیں تاکہ بے ادبی نہ ہونے پائے۔ (ادارہ)

لے امام ابن تیمیہ محمد یوسف کوکن صفحہ ۵۸۹ تا ۶۰۰ - حیات ابن تیمیہ البوزہرہ صفحہ ۱۶۳ تا ۱۶۱